بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم : منگل

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۵۹/۲۴ | ۲۔ رمضان ۱۳۹۰ھ ۔ ۳ ۔ نبوت ۱۳۴۹ہش ۔ ۳ ۔ نومبر ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۵۲

اخبارِ احمدیہ

● ربوہ ۲ ۔ نبوت ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ تکلیف ابھی چل رہی ہے پوری طرح صحت نہیں ۔ احبابِ جماعت توجہ اور التزام سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین ۔

حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت نزلہ کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے ۔ احبابِ جماعت حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی دعا کریں ۔

● ربوہ ۲ ۔ نبوت ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو پرسوں بہت زیادہ ضعف رہا ۔ کل سر میں شدید درد تھا ۔ آج صبح طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے ۔ آمین ۔

● محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق راولپنڈی سے موصول اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پہلے ۴ ۔ ۱۰ اتک بخار ہو گیا تھا ۔ آپریشن کے بعد سے جو گندا مواد اندر جمع ہو رہا تھا وہ نکالا گیا تو بخار کم ہوا ۔ مواد نکالنے کی غرض سے نلکی ابھی لگی ہوئی ہے ۔

احبابِ جماعت درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور مزید اُلجھنوں سے محفوظ رکھے ۔

آمین

رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو گیا

ربوہ ۲ ۔ نبوت مطابق ۲ ۔ نومبر ۔

آج سے ماہِ رمضان اپنی عظیم الشان برکتوں کے ساتھ شروع ہو گیا ہے چنانچہ ربوہ کی مساجد میں گزشتہ رات سے نماز تراویح میں قرآنِ مجید سُنانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے ۔ نماز تراویح مسجد مبارک میں مکرم حافظ محمد صدیق صاحب قریشی پڑھا رہے ہیں ۔ آج نمازِ ظہر کے بعد سے مسجد مبارک میں قرآنِ مجید کے خصوصی درس کا آغاز ہو رہا ہے ۔ درس کا آغاز محترم مولانا ابوالعطاء صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) پہلے پارہ کے درس سے شروع کر رہے ہیں ۔ آپ ۳ ۔ رمضان المبارک تک پہلے تین پاروں کا درس دیں گے ۔ علماءِ کرام کی طرف سے اِس خصوصی درس کا سلسلہ انشاء اللہ العزیز ۲۹ ۔ رمضان المبارک تک مسلسل جاری رہے گا ۔

آج نمازِ فجر کے بعد سے محترم ملک سیف الرحمان صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مسجد مبارک میں حدیث شریف کا درس شروع کیا ہے آپ ۱۰ ۔ رمضان تک درس دیں گے ۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

روزے تزکیۂ نفس اور تنویرِ قلب کا ایک اہم ذریعہ ہیں

انسان پر واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے

"شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے ۔ صوفیوں نے اِس مہینے کو تنویرِ قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے ۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں ۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزے سے تجلّیٔ قلب ہوتی ہے ۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے بیشک روزہ کا اجرِ عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے محروم کر دیتے ہیں ۔

عبادات دو قسم کی ہوتی ہیں ۔ عباداتِ مالی اور بدنی ۔ مالی عبادتیں تو اس کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو ، اور جس کے پاس مال نہیں وہ معذور ہے ۔ بدنی عبادتیں بھی انسان جوانی میں ہی کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال کے بعد طرح طرح کے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں ۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر نابینائی آ جاتی ہے ۔ سچ ہے پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند ۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں ؎ موئے سفید از اجل آرد پیام ۔ اِس لئے انسان کو چاہیئے کہ حسبِ استطاعت خدا کے فرض بجا لاوے ۔ روزہ کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے ۔

ایک بار میرے دِل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اِس لئے ہے کہ اِس سے روزہ کی توفیق ملے ۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے ۔ وہ قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ کی عطا کر سکتا ہے اِس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہ جاتا ہے دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے ، مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں ۔ ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ ۔ اِس لئے اس سے توفیق طلب کرے ۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دے گا ۔"

(الحکم ۱۰ ۔ دسمبر ۱۹۰۲ء)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲ نبوت ۱۳۴۹ ہش

قادر مطلق ہستی

اللہ تعالےٰ نے انسان کو بھی دوسرے حیوانوں کی طرح ایسے اعضاء عطا فرمائے ہیں جن کو استعمال کر کے وہ اپنی مادی زندگی کی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ اور دوسرے حیوانوں کی طرح اس کو بھی ایسا احساس دیا ہے جس کو استعمال کر کے وہ حسب ضرورت ان اعضاء سے کام لے سکتا ہے۔ مثلاً جس طرح حیوان دُور سے گھاس کو دیکھ کر اس کی طرف چلنے لگتا ہے اسی طرح انسان بھی اپنے کھانے کے لئے حرکت کرتا ہے۔ البتہ دونوں میں فرق بھی ہے۔ مگر دونوں کی حرکت کا منبع ایک ہی ہے۔ یعنی دونوں صورتوں میں مہیّج ایک ہی نوعیت رکھتا ہے۔ یہ قوت دونوں میں عام مادی حالت سے بالا ہے اور بے جان اور جاندار میں مابہ الامتیاز ہے۔ اس کو ہم انانیت بھی کہہ سکتے ہیں جو جمادات میں نہیں ہوتی۔

پھر انسان اور حیوان کی انانیت میں یہ فرق ہے کہ انسان اپنی انا کو عقل اور ارادہ سے کنٹرول کرتا ہے۔ یہ چیز حیوانوں میں نہیں ہوتی اور اگر ہو بھی تو ایسی خفیف ہوتی ہے کہ ہم اس کو عقل اور ارادہ نہیں کہہ سکتے۔

بعض فلسفیوں نے انسانی عقل کو بھی غیر شعور سے متعید ثابت کیا ہے۔ یہ بہت نازک بحث ہے اس میں جانے کی ضرورت نہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں رُوح کی پیدائش کو بھی مادہ ہی سے پیدا ہونا پیش کیا ہے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"پھر مَیں پہلی بات کی طرف رجوع کر کے بیان کرتا ہوں کہ یہ بات نہایت درست اور صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رِحم میں پرورش پاتا ہے۔ پیدا ہونے سے مُراد یہ ہے کہ اوّل مخفی اور غیر محسوس ہوتا ہے پھر نمایاں ہو جاتا ہے اور ابتداءً اس کا خمیر نطفہ میں موجود ہوتا ہے۔ بیشک وہ آسمانی خدا کے ارادہ سے اور اس کے اِذن اور اس کی مشیت سے ایک مجہول الکنہ علاقہ کے ساتھ نُطفہ سے تعلق رکھتا ہے اور نُطفہ کا وہ ایک روشن اور نورانی جوہر ہے۔ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نطفہ کی ایسی جزو ہے جیسا کہ جسم جسم کی جُزو ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہر سے آتا ہے یا زمین پر گر کر نُطفہ کے مادے سے آمیزش پاتا ہے۔ بلکہ وہ ایسا نُطفہ میں مخفی ہوتا ہے جیسا کہ آگ پتھّر کے اندر ہوتی ہے۔ خدا کی کتاب کا یہ منشاء نہیں ہے کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر گرتی ہے اور پھر کسی اتفاق سے نُطفہ کے ساتھ مل کر رحم کے اندر چلی جاتی ہے بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ اگر ہم ایسا خیال کریں تو قانونِ قدرت ہمیں باطل پر ٹھہراتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے اور باسی کھانوں میں اور گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ میلے کپڑوں میں صدہا جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ انسان کے پیٹ کے اندر بھی کدو دانے وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اب کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ باہر سے آتے ہیں یا آسمان سے اُترتے کسی کو دکھائی دیتے ہیں۔ سو صحیح بات یہ ہے کہ روح جسم میں سے ہی نکلتی ہے اور اسی دلیل سے اس کا مخلوق ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اب اس وقت ہمارا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ جس قادرِ مطلق نے روح کو قدرتِ کاملہ کے ساتھ جسم میں سے ہی نکالا ہے اس کا یہی ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ روح کی دوسری پیدائش کو بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ظہور میں لاوے۔ روح کی حرکتیں ہمارے جسم کی حرکتوں پر موقوف ہیں جس طرف ہم جسم کو کھینچتے ہیں رُوح بھی بالضّرور پیچھے پیچھے کھینچی چلی آتی ہے۔ اِس لئے انسان کی طبعی حالتوں کی طرف متوجہ ہونا خدائے تعالےٰ کی سچی کتاب کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے انسان کی طبعی حالتوں کی اصلاح کے لئے بہت توجہ فرمائی ہے اور انسان کا ہنسنا رونا۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ سونا۔ بولنا۔ چُپ ہونا۔ بیوی کرنا۔ مجرّد رہنا۔ چلنا۔ ٹھہرنا اور ظاہری پاکیزگی، غُسل وغیرہ کی شرائط بجا لانا اور بیماری کی حالت اور صحت کی حالت میں خاص خاص امور کا پابند ہونا ان سب باتوں پر ہدایتیں لکھی ہیں اور انسان کی جسمانی حالتوں کو روحانی حالتوں پر بہت ہی مؤثّر قرار دیا ہے۔ اگر ان ہدایتوں کو تفصیل سے لکھا جائے تو مَیں خیال نہیں کر سکتا کہ اِس مضمون کے سُنانے کے لئے کوئی وقت کافی مل سکے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صـ۲۹ تا ۳۱)

اس طرح اگرچہ انسانی رُوح مادہ ہی سے نکلتی ہے تاہم اس کی پیدائش اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہوتی ہے اور مادہ کی ہر حالت میں رُوح نمودار نہیں ہوتی مثلاً پتھر میں رُوح نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ نے جو قوانین اس کی پیدائش کے لئے مقرر کئے ہیں انہی قوانین سے یہ نمودار ہوتی ہے۔ (باقی)

احادیث الرسولؐ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً"۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور صـ۲۵۷ جلد ۱)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(۲)

عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"۔

(بخاری کتاب الصوم باب تعجیل الافطار صـ۲۶۳ جلد ۱)

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ

الفضل خود خرید کر پڑھے!

غیر معمولی برکتوں اور فتح و ظفر کے آئینہ دار الٰہی سفرِ مغربی افریقہ سے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی کامیاب و بامراد مراجعت پر

جماعتِ احمدیہ کی مرکزی تنظیموں کی طرف سے نہایت وسیع پیمانہ پر منعقد ہونے والی استقبالیہ تقریب

اس تاریخی اور یادگار موقع پر پیش ہونے والے سپاسناموں کے جواب میں حضور ایدہ اللہ کی رُوح پرور اور ولولہ انگیز تقریر

(۱)

ربوہ ——— اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی برکتوں، فتح و ظفر اور غلبۂ اسلام کے نمایاں سے نمایاں تر آثار کے آئینہ دار الٰہی سفرِ مغربی افریقہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی انتہائی کامیاب و بامراد مراجعت کے سلسلہ میں ۹ر اخاء ۱۳۴۹ہش مطابق ۲۹ر اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ پاکستان کی مرکزی تنظیموں (صدر انجمن احمدیہ، انجمن احمدیہ تحریک جدید، انجمن احمدیہ وقفِ جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن، مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ) کی طرف سے جامعہ احمدیہ کے وسیع و عریض میدان میں نہایت وسیع پیمانہ پر ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ اس تاریخی اور یادگار تقریب میں اہلِ ربوہ کے علاوہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پاکستان کی بیرونی جماعتوں کے نمائندگان شرکت کی سعادت حاصل کرکے اپنے جان و دل سے عزیز مظفر و منصور آقا ایدہ اللہ کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھانے کے خصوصی شرف سے مشرف ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ نے خادمانِ دیارِ مسیح اور ہندوستان کی احمدی جماعتوں کی طرف سے نیز جماعتِ احمدیہ کی مرکزی تنظیموں کی طرف سے پیش ہونے والے سپاسناموں کے جواب میں ایک روح پرور اور ولولہ انگیز تقریر ارشاد فرماتے ہوئے افریقہ کی سرزمین میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے ماتحت رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب کی بعض نہایت ہی ایمان افروز تفصیلات بیان فرمائیں اور بتایا کہ افریقہ میں غلبۂ اسلام کی صبح نمودار ہو چکی ہے اور اسلام کا سورج اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ افقِ سما پر نکل آیا ہے۔ یہ سورج اب نصف النہار پر پہنچ کر پوری شان کے ساتھ چمکے گا اور دنیا کے گوشہ گوشہ کو منور کر دکھائے گا۔ حضور نے فرمایا اب ہمارے مخلص و فدائی افریقی بھائی ہمارے پہلو بہ پہلو غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک کہ اسلام پوری دنیا میں غالب نہ آجائے اور اس طرح دنیا کی تمام اقوام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ جمع نہ ہوں۔

حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور تائید و نصرت کو بارش کی طرح برستے اور غلبۂ اسلام کے آثار کو نمایاں سے نمایاں تر ہوتے ہوئے دیکھ کر ہمارا یہ فرض ہے کہ جہاں ہم خدائی ارشاد کے بموجب تحدیثِ نعمت کے طور پر خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ان لازوال مسرتوں پر اس کا شکر بجالائیں وہاں ہم ان عظیم ذمہ داریوں کو جو اس ضمن میں ہم پر عائد ہوتی ہیں ادا کرنے کے لئے بھی مستعد ہو جائیں اور اپنی کمرِ ہمت کس کر ان ذمہ داریوں کے ہر تقاضا کو احسن طور پر پورا کر دکھائیں تا خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اسلام کی کامل فتح اور کامل غلبہ کا دن ہمیں ہماری زندگیوں میں دکھا دے۔

استقبالیہ تقریب کے انتظامات

اِس تاریخی اور یادگار تقریب کو شایانِ شان طریق پر منعقد کرنے کی غرض سے جماعت کی مرکزی تنظیموں کی طرف سے ایک استقبالیہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو حسب ذیل اصحاب پر مشتمل تھی۔

(۱) محترم سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نمائندہ صدر انجمن احمدیہ (۲) محترم عبد القادر صاحب ضیغم نائب وکیل التبشیر نمائندہ تحریک جدید (۳) محترم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب نمائندہ وقف جدید (۴) محترم شیخ مبارک احمد صاحب نمائندہ فضل عمر فاؤنڈیشن (۵) محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد نمائندہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ (۶) محترم مرزا خورشید احمد صاحب نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

اِس کمیٹی نے محترم سید داؤد احمد صاحب کو اپنا صدر منتخب کرکے فیصلہ کیا کہ اِس تقریب کے جملہ انتظامات آپ ہی کی زیرِ ہدایت و زیرِ نگرانی انجام کو پہنچیں۔ چنانچہ آپ نے کمیٹی کے فیصلوں کی روشنی میں اس تقریب کے انعقاد سے متعلق تفصیلی منصوبہ تیار کرکے اس پر کماحقہٗ عملدرآمد کے سلسلہ میں ضروری اقدامات کئے۔

آپ نے جملہ انتظامات کو پانچ شعبوں میں تقسیم فرما کر ان کے حسب ذیل انچارج مقرر فرمائے۔

(۱) تقریب کے لئے شایانِ شان جگہ کی تیاری اور آرائش ——— انچارج محترم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(۲) کھانا پکوانے کا انتظام ——— انچارج محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

(۳) کھانا کھلانے اور میزبانی کے فرائض ——— انچارج محترم سید محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ

(۴) انتظام آب رسانی ——— انچارج محترم چوہدری منیر احمد صاحب عارف پروفیسر جامعہ احمدیہ۔

(۵) انتظام روشنی ——— انچارج محترم محمد احمد صاحب انور ایم۔ اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

انچارج صاحبان نے قریباً چھ صد معاونین کی مدد سے جملہ انتظامات کو نہایت سلیقہ اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ ان معاونین میں تعلیم الاسلام کالج، جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پروفیسر صاحبان اور اساتذہ نیز ہرسہ ادارہ جات کے طلبہ نیز مجالس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے اراکین اور دفاتر کے کارکنان شامل تھے۔ ان سب احباب نے بہت ذوق و شوق اور محبت و فدائیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے مفوضہ فرائض باحسن طریق ادا کئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مدعوین کرام اور ان کی تفصیل

اس تقریب میں اہلِ ربوہ (جملہ اراکین مجلس انصار اللہ اور جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ) بطور میزبان شریک ہوئے ان کے علاوہ مجلس استقبالیہ کی طرف سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جماعتہائے احمدیہ کے جملہ صوبائی و علاقائی امراء صاحبان، تمام ڈویژنوں اور اضلاع کے امراء صاحبان، انصار اللہ کے ناظمینِ اعلیٰ و زعماء اعلیٰ اور خدام الاحمدیہ کے جملہ قائدین اضلاع کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ نیز ربوہ کے محلہ جات کی مجالس اطفال الاحمدیہ کے ایک ایک نمائندہ کو بھی اس میں شریک ہونے کا موقع دیا گیا تھا۔

حضور ایدہ اللہ کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں تہنیت اور مبارکباد پیش کرنے اور آپ کا خیر مقدم کرنے کے لئے اسٹیج کے پہلو میں ایک علیحدہ باپردہ شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ چنانچہ مستورات کی اس علیحدہ محفل میں شرکت کے لئے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر خواتین مبارکہ نیز لجنہ اماء اللہ کی عہدیداران اور نمائندہ خواتین کو مدعو کیا گیا تھا۔

الغرض نہ صرف اہلِ ربوہ بلکہ بیرونی جماعتوں کے نمائندگان مجموعی طور پر ہزاروں کی تعداد میں مدعو تھے اور حتی الامکان سب کو ہی موقع دیا گیا تھا کہ وہ اس تاریخی اور یادگار تقریب میں شریک ہونے کی سعادت

حاصل کر سکیں۔

مہمانوں کی نشست کا اہتمام

ہزاروں مہمانوں کو بٹھانے اور انہیں حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر شریکِ طعام ہونے کی سعادت سے بہرہ ور کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ جامعہ احمدیہ کے وسیع و عریض میدان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار (۴۰۰×۳۰۰) مربع فٹ کے ایک قطعہ کو صاف کرنے اور ٹینکر کی مدد سے اس پر چھڑکاؤ کرنے کے بعد خوبصورت قناتوں، دروازوں، جھنڈیوں، بجلی کی ٹیوبوں اور رنگ برنگ قمقموں سے اسے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس وسیع و عریض قطعہ کے مغربی جانب ۳۶ فٹ لمبا اور ۱۸ فٹ چوڑا بہت اونچا اسٹیج تعمیر کیا گیا تا کہ جب حضور اس پر رونق افروز ہوں تو دُور بیٹھے ہوئے احباب بھی حضور کی زیارت سے شرف یاب اور مستفید ہو سکیں۔

اس پورے احاطہ میں مہمانوں کو صاف ستھری دریوں پر لمبی لمبی قطاروں میں اس طرح بٹھایا گیا کہ سب کا رُخ اسٹیج کی جانب تھا۔ ان قطاروں کے درمیان وسیع راستے بنائے گئے تھے تا کہ منتظمین اور معاونین آسانی اور سہولت کے ساتھ آ جا سکیں۔ اسٹیج کے عین سامنے اس احاطہ کے مشرقی سرے پر منارۃ المسیح کا ایک خوشنما ماڈل تیار کیا گیا تھا جو زمین سے تیس فٹ بلند تھا۔ سارا منارہ بجلی کے رنگ برنگ قمقموں سے جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔ علاوہ ازیں جامعہ احمدیہ کی پوری عمارت، درختوں اور روشوں کے ساتھ ساتھ باڑ کی شکل میں اُگے ہوئے پودوں پر بھی چراغاں کا خصوصی اہتمام تھا اور یہ سارا علاقہ سلیقہ اور نظافت کے ساتھ سجا ہوا تھا۔ اس احاطہ کی بڑی آرائشی محراب پر مغربی افریقہ کے ان چھ ممالک (نائیجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا، سیرالیون) کے نام علیحدہ علیحدہ تختیوں پر لکھ کر آویزاں کئے گئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ کی معیت میں اسٹیج پر حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ، حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ (گو ملالتِ طبع کے باعث آپ تشریف نہیں لا سکے) محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیلِ اعلیٰ تحریک جدید و صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ، محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر صدر مجلس وقفِ جدید، محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، محترم مولوی محمد صاحب امیر مشرقی پاکستان، محترم مرزا عبد الحق صاحب امیر صوبہ پنجاب اور محترم مولوی محمد عرفان صاحب امیر صوبہ سرحد کے لئے نشستیں مخصوص کی گئی تھیں۔ اسٹیج کے نیچے وسیع احاطہ کی ۳۵ قطاروں میں سے پہلی دو قطاریں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ممبران صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقفِ جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن، نیز اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ و مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لئے مخصوص تھیں۔ باقی تمام دوست ان جگہوں کے علاوہ جہاں چاہیں بیٹھ سکتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری

اُس روز اہلِ ربوہ محلوں کی مساجد میں مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرنے کے بعد جوق در جوق جامعہ احمدیہ پہنچنے شروع ہو گئے۔ اُس وقت سڑکوں پر اس قدر رونق تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سارا کا سارا شہر نکل کھڑا ہوا ہے سب ہی جذبۂ شوق سے سرشار ہو کر ایک ہی سمت میں رواں دواں تھے۔ جب جملہ احباب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے اور بجلی کی روشنیوں سے جگ مگ جگ مگ کرنے والا وسیع و عریض احاطہ ایک بھرے پُرے گھر یعنی بہت بڑے بیت معمور کا دلآویز منظر پیش کرنے لگا تو ٹھیک سات بجے شب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ قصرِ خلافت سے بذریعہ موٹر کار تشریف لائے۔ جو نہی حضور کی کار اسٹیج کے عقبی دروازہ پر آ کر رُکی محترم سیّد داؤد احمد صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور ان کی معیت میں اسٹیج پر تشریف لائے جب حضور اسٹیج کی طرف تشریف لا رہے تھے تو ہزاروں ہزار حاضرین نے اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو کر اور اھلاً و سھلاً و مرحبا، اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، ختم المرسلینؐ زندہ باد، انسانیت زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد، ارضِ افریقہ زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگا کر حضور ایدہ اللہ کا والہانہ استقبال کیا۔ حضور نے اسٹیج پر تشریف لا کر پہلے وہاں موجود مرکزی تنظیموں کے نمائندوں اور صوبائی امراء کو شرفِ مصافحہ بخشا اور پھر احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہہ کر انہیں بیٹھنے کی ہدایت فرمائی۔

استقبالیہ تقریب کا آغاز

اسٹیج کے فرش پر حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد استقبالیہ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو جامعہ احمدیہ میں زیرِ تعلیم گھانا کے مکرم یوسف یونس صاحب نے کی بعدہٗ جامعہ ہی کے ایک اور طالب علم مکرم عبد الحفیظ کھوکھر صاحب نے "درثمین" کی نظم "محمود کی آمین" کے بعض دعائیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ اُن میں سے پہلا شعر یہ تھا ؎

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

نظم کے بعد محترم سیّد داؤد احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں نے قادیان اور ہندوستان کی دیگر احمدی جماعتوں کا ارسال کردہ وہ سپاسنامہ پڑھ کر سُنایا جس میں انہوں نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں سفرِ مغربی افریقہ کی غیر معمولی کامیابی اور وہاں سے حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی نہایت کامیاب و بامراد مراجعت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپنے دلی جذباتِ محبت و عقیدت کا اظہار کیا تھا۔ اس کے بعد محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے مرکزِ سلسلہ پاکستان کی مرکزی تنظیموں یعنی صدر انجمن احمدیہ، انجمن احمدیہ تحریک جدید، انجمن احمدیہ وقفِ جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن، مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا (سپاسنامہ کا مکمل متن آئندہ ان صفحات میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)

ہر دو سپاسنامے پیش ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے نزلہ کی وجہ سے ناسازیٔ طبع کے باوجود حاضرین کو ایک روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب سے نوازا جو قریباً پون گھنٹہ تک جاری رہا۔

(باقی)

رمضان المبارک میں

مسجد مبارک کا پروگرام

(۱) نماز ظہر :- ایک بجے

(۲) درس القرآن :- ۳ بج کر ۵۰ منٹ تک

(۳) نماز عصر :- ۴ بجے

(۴) نماز عشاء :- ۷-۳۰

(۵) نماز فجر :- اذان کے بعد ۲۰ منٹ پر کھڑی ہوگی۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

تقریبِ رُخصتانہ

بارہ اکتوبر کو عزیزہ سلمیٰ خاتون (بی۔اے، بی۔ایڈ) بنت چوہدری محمد حسین صاحب اسٹیشن ماسٹر ڈھاباں سنگھ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ بارات جڑانوالہ سے ڈھاباں سنگھ پہنچی اور اسی دن واپسی ہوئی۔ رخصت کے وقت مکرم مولوی روشن دین صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔

عزیزہ سلمیٰ کا نکاح گزشتہ سال اکتوبر میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چوہدری خلیل احمد صاحب ایم۔ایس سی لیکچرار گورنمنٹ کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ ابن چوہدری محمد طفیل صاحب ناز سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج سرگودھا کے ساتھ پڑھا تھا۔ عزیزہ سلمیٰ حضرت بھائی محمود احمد صاحبؓ سرگودھا کی نواسی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بہت سی برکات اور دینی دنیوی راحتوں کا باعث بنائے اور ثمراتِ حسنہ سے نوازے۔

(نذیر احمد مبشر۔ ناظم دار القضاء)

میں نے احمدی ہو کر کیا کھویا اور کیا پایا؟

(مکرم مولوی عبدالغفور صاحب خادم)

آج سے کم و بیش نو سال قبل میری زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب آیا۔ وہ صبح آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے جبکہ سانگلہ ہل میں میں اپنے ایک احمدی دوست کی دوکان پر بیٹھا تھا اور گفتگو اس مسئلہ پر ہو رہی تھی کہ جب انسان پر حق واضح ہو جائے تو قبول حق میں دیر نہیں کرنی چاہیئے ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ وہاں پر مقیم مربی صاحب تشریف لائے اور انہوں نے مختصر گفتگو کے بعد مجھ سے برضاء و رغبت بیعت فارم پر دستخط کروا لئے۔ دعا کے بعد یہ مجلس برخاست ہوئی اور اس طرح اس صبح میری ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا۔

میں نے اپنی احمدی ہونے کا اعلان کر دیا ایک مامور من اللہ کے ماننے والے کو جن آزمائشوں اور ابتلاؤں سے گذرنا پڑتا ہے مجھے بھی ان سب میں سے گذرنا پڑا۔ مقاطعہ ہوا۔ بیوی بچے چھین لئے گئے۔ گھر بدر اور گاؤں بدر ہونا پڑا۔ اپنوں بیگانوں وقتوں۔ نادانوں سبھی نے مجھے دکھ پہنچانے میں سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ یہ سلسلہ جاری رہا مگر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے موقف پر ڈٹا رہا۔ نو سال کا عرصہ تھوڑا عرصہ نہیں ہے یہ انسانی عمر کا ایک معقول حصہ ہے۔ میں نے یہ دن احمدی احباب میں گذارے۔ ربوہ میں بھی اور باہر بھی۔

میں نے ربوہ آ کر کیا دیکھا؟ مجھے احمدی ہو کر کیا حاصل ہوا؟ اور میں نے احمدی ہو کر کیا گنوایا؟ ان چند باتوں پر میں اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں

احمدی ہو کر میں نے کیا کھویا

احمدی ہو کر میرا بظاہر سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ میری برادری نے میرا بائیکاٹ کر دیا۔ بیوی چھین لی گئی اور بعض طعن اور گالیاں میں نے ان لوگوں سے بھی سنیں جن سے میرا کبھی واسطہ نہ پڑا تھا مجھے گھر اور دوست چھوڑ کر در بدر ٹھوکریں کھانا پڑیں کئی کئی دن فاقے بھی کاٹے ان سب واقعات کے بعد آخر کچھ سکون میسر آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور چند ماہ بعد میں ایک کام کے سلسلہ میں آزاد کشمیر گیا۔ میری بیوی اکلوتے بچے کو لے کر میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ اور میں ذہنی طور پر بڑی حد تک مطمئن ہو کر بیوی اور بچے کو کشمیر ساتھ لے گیا۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کشمیر جانے کے صرف چھ دن بعد اچانک بچہ فوت ہو گیا۔ میری بیوی کا دماغی توازن بچے کے غم میں قائم نہ رہا سخت غم اور حزن کی حالت میں واپس پنجاب آیا والدین اور عزیز و اقارب کی لعن طعن سنی۔ دکھ اور مصیبتوں سے کوئی دن خالی نہ گذرا۔

احمدی ہو کر میں نے کیا پایا

احمدی ہو کر میں نے اپنے خدا کو پا لیا میں نے اس کا نام تو ضرور سنا تھا اور اسے پانے کے واقعات پڑھے تھے۔ مگر عملاً اس سے دور تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا خدا تو ضرور تھا کیونکہ ان کے لئے وہ شفیق بھی تھا۔ رحیم بھی تھا۔ ناصر بھی تھا اور حافظ بھی۔ مگر میرے لئے وہ کچھ نہ تھا۔ سوائے اسکے کہ میں نے سنا تھا کہ ایک خدا ہے۔ بس اتنا تعلق میرا اور خدا کا تھا۔ مگر احمدی ہو کر میں نے دیکھا کہ وہ خدا جو صحابہ رضی کا خدا تھا۔ میرا خدا بن گیا۔ اس نے قدم قدم پر میری مدد فرمائی اور اپنے نشانات دکھائے۔

میں نے ربوہ میں کیا دیکھا

میں نے ربوہ رہ کر بہت سی روحانی برکتوں کو حاصل کیا یہاں کا ماحول اسلامی ماحول ہے۔ ایکدوسرے کو اسلام کہنے کا بہت رواج ہے چھوٹے اور بڑے ایک دوسرے کے پاس سے گذرتے وقت السلام علیکم کہتے ہیں۔ ایک احمدی جب گھر سے نکلتا اور ربوہ کے بازار سے ہو کر واپس گھر پہنچتا ہے تو اس عرصہ میں وہ سینکڑوں مرتبہ السلام علیکم کا تبادلہ کر چکا ہوتا ہے السلام علیکم کہنا سب مسلمانوں پر یکساں فرض ہے مگر اس پر عمل صرف ربوہ میں نظر آیا۔ باہر میں نے دیکھا ہے کہ لوگ سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "سلام کو بڑھاؤ سلامتی سے رہو گے"۔ یہاں ربوہ میں السلام علیکم کی آواز راستوں میں بار بار آتی ہے یہاں کے پاکیزہ ماحول میں آ کر ہر شخص روحانی تسکین محسوس کرتا ہے۔

(۲) ربوہ میں گالی گلوچ نہیں ہے

گالی اخلاقیات کو تباہ کرنے والا ایک زہر ہے۔ جو جہالت کی سب سے نمایاں علامت ہے۔ جس قوم میں گالی دینے کی مرض ہو اس میں سے اخلاق اور روحانیت دونوں غائب ہو جاتے ہیں۔ ربوہ میں یہ حالت ہے کہ وہ غیر از جماعت لوگ جو پہاڑیوں پر پتھر کوٹنے یا محنت مزدوری کرنے ملک کے مختلف حصوں سے یہاں آتے ہیں اور گالی گلوچ ان کا عام مشغلہ ہوتا ہے وہ بھی آہستہ آہستہ اہل ربوہ کے نیک اثر کی وجہ سے گالی کی عادت کو تقریباً ترک کر دیتے ہیں۔ یہاں پر اگر کوئی شخص گالی دے تو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے وہ کسی بھیانک جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ اہل ربوہ کی یہ عادت ان کو ساری دنیا سے ممتاز کرتی ہے۔ میرا چھوٹا بھائی جو غیر احمدی ہے ایک دفعہ مجھے ملنے ربوہ آیا۔ بارہ تیرہ سال کی عمر ہے ایک دن محلہ کے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے اس نے ایک بچے کو گالی دی۔ بس پھر کیا تھا کھیل ختم ہو گئی اور میرے بھائی کو کھیلنے والے سب لڑکے میرے پاس لائے اور بتایا کہ اس نے فلاں بچے کو گالی دی ہے میں نے اپنے بھائی کو سمجھایا کہ دیکھو ربوہ میں گالی دینا بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے آئندہ اس سے پرہیز رکھنا۔

یہ بات بھی عجیب ہے کہ ربوہ سے باہر مساجد میں جائیں تو نمازیوں میں زیادہ تر بوڑھے ہوتے ہیں۔ بچوں اور نوجوانوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے مگر ربوہ کی مساجد میں نوجوان اور بچے زیادہ ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شروع سے ہی بچوں کو نمازی بنانے کا فکر اہل ربوہ کو ہوتا ہے جس طرح باہر کے لوگوں کو بچوں کو کھلانے اور پہنانے کا فکر ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل ربوہ کو یہ فکر ہوتا ہے کہ ان کے بچے نمازی بنیں۔ تمام محلوں کی مساجد میں نماز کا بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ نماز کے اوقات میں تمام کاروبار اور دوکانیں بند ہو جاتی ہیں جو لوگ نماز میں سست ہوں ان کو نہایت مناسب طریق سے سمجھایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک نوجوان کی رپورٹ مجھے ملی کہ وہ نماز میں نہیں آتا۔ ہم چند آدمیوں کی ڈیوٹی تھی کہ اس محلہ کے احباب کی نمازوں کا جائزہ لیا جائے اور سست احباب کو بیدار کیا جائے۔ ہم نماز فجر کی اذان کے بعد ان کو جگانے گئے مگر وہ نہ آئے۔ اگلے دن ہم پھر گئے مگر وہ نہ آئے اس سے اگلے دن پھر گئے۔ آخر انہوں نے آنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اب وہ پکے نمازی بن گئے ہیں۔ اس عرصہ میں ہم نے انہیں کوئی سخت لفظ نہیں کہا۔ صرف توجہ دلائی ہے ایسے لوگ جو نماز سے بدکتے ہوں اکثر یہاں رہتے ہی نہیں۔ ربوہ میں رہنے والا شخص یا تو نیک اثر کے تابع ہو کر نیک ہو جائیگا اور یا پھر از خود یہاں سے چلا جائے گا۔ جس طرح افیمیوں میں افیمی ہی بیٹھیں گے اور شرابیوں کے پاس اکثر شرابی ہی نظر آئینگے اسی طرح ربوہ میں ایک خاص قسم کا نیک پاک اور مطہر معاشرہ اور ماحول ہے جو دنیا سے الگ اور انوکھا ہے۔ انسان کو یہاں آ کر اپنے آپ کو تبدیل کرنا پڑتا ہے زبان اور عادات و خصائل میں خاص تبدیلی پیدا کرنا پڑتی ہے اور اس نیک ماحول کا رنگ اپنے چڑھانا پڑتا ہے جو لوگ اس رنگ میں رنگین ہو کر مسجد جانے اور لغویات سے پرہیز کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پاتے وہ از خود یہاں سے چلے جاتے ہیں اور جو نیک فطرت لوگ یہاں آتے ہیں ان کی روح اس ماحول سے الگ نہیں ہونا چاہتی

درود شریف کے ورد کا بھی اہل ربوہ کو بہت شوق ہے کئی دوکانداروں کو میں نے دیکھا کہ وہ سودا بھی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ درود شریف کا ورد بھی کر رہے ہیں بعض اوقات کسی دوست سے باتیں کرتے وقت وہ خاموش ہو گئے۔ جب ذرا غور سے میں نے ان کے چہرہ کی طرف دیکھا تو وہ درود شریف کا ورد کر رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ میری باتیں بھی سن رہے تھے۔ درود شریف کے ورد کی جتنی عادت اہل ربوہ کو ہے میرا خیال ہے کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے صبح ہر محلے کے بچے اور کئی نوجوان صلے علیٰ نبینا صلے علیٰ محمدٍ صلے علیٰ شفیعنا صلے علیٰ محمدٍ کی پیاری اور دل کو موہ لینے والی آواز سے سارے ربوہ کی فضا کو بابرکت کر رہے ہوتے ہیں ہر محلے سے یہ آواز سنائی دیتی ہے اور یہ سلسلہ نماز کے وقت تک جاری رہتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس نیک طریق سے درود پڑھنے کی ایسی اچھی عادت پڑ جاتی ہے کہ وہ جب دن کو بھی گھر سے کسی کام کے لئے نکلتے ہیں۔ تو بے اختیار ان کے منہ سے صلے علیٰ نبینا صلے علیٰ محمدٍ کی آواز ہی نکلتی ہے۔ میرے دو بچے ہیں ۶ سال کی لڑکی ہے اور ۴ سال کا لڑکا ان کو نماز ساری آتی ہے کلمہ طیبہ آتا ہے اس کے معنے آتے ہیں کئی نظمیں اور درود شریف اور قرآن کریم کی دعائیں یاد ہیں جب گھر آتے ہیں السلام علیکم کہتے ہیں یہ سب باتیں ان میں صرف ربوہ کے نیک ماحول کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ ربوہ کا ماحول ایسا ہے کہ از خود بچہ ہو یا بوڑھا مرد ہو یا عورت نیکی کی راہ پر گامزن

جماعت احمدیہ کا ایک اہم فرض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

" توحید خالص کو اپنے نفسوں میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی قائم کریں اور شرک کی سب کھڑکیوں کو بند کر دیں ہمارے گھروں میں صرف توحید کے دروازے ہی کھلے رہیں اور شرک کی سب راہوں کو ہم کلیتہً چھوڑ دیں اور توحید کی راہوں پر بشاشت کے ساتھ چلنے لگیں۔ ہم بھی اور ہمارے بھائی بھی اور نوع انسانی کے رشتہ دار بھی جو ہمارے بھائی ہیں وہ بھی اس توحید خالص پر قائم ہو جائیں۔

توحید کے قیام میں ایک بڑی روک بدعت اور رسم ہے یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر بدعت اور ہر رسم شرک کی ایک راہ ہے اور کوئی شخص جو توحید خالص پر قائم ہونا چاہے وہ توحید خالص پر قائم نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمام بدعتوں اور تمام بد رسوم کو مٹا نہ دے ہمارے معاشرہ میں خاص طور اور دنیا کے مسلمانوں میں عام طور پر بیسیوں سینکڑوں شاید ہزاروں بد رسمیں داخل ہو چکی ہیں۔ احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام بد رسوم کو جڑ سے اکھیڑ کے اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں " (خطبہ جمعہ ۲۳ جون ۱۹۶۷)

زکوٰۃ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت ہے

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :۔

تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بارہا توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ روپیہ بیشک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اسلام نے بیشک روپیہ کو بند رکھنا ناجائز قرار دیا ہے مگر روپیہ کمانا منع نہیں کیا۔ اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی ضروریات کے لئے عارضی طور پر جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گزر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقع میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا تو اگر دنیا کو وہ دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرتا لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں (تفسیر کبیر حصہ اول صفحہ ۳۳۹)

امراء کرام اور صدران جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ صاحب نصاب احباب کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائیں۔ تا کہ حضور اقدس اپنی نگرانی میں نادار بھائیوں کی امداد کر سکیں۔ (ناظر بیت المال آمد ربوہ)

ہمارے تاجر حضرات کیلئے قرب الٰہی کا ذریعہ

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے تعمیر مساجد بیرون ممالک کے سلسلہ میں تاجر حضرات کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱۔ " ہر شخص (تاجر) یہ عہد کرے کہ میں ہفتہ کے دن پہلا سودا (گاہک کا منافع) خدا تعالیٰ کے نام پر کروں گا "

۲۔ ہر ہفتہ کے دن اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گی کہ دیکھو! آج خدا تعالیٰ کے سودے کے لئے دس روپے کا گاہک آتا ہے یا دو پیسے کا گاہک آتا ہے "

۳۔ اب تو تاجر سارا دن بیٹھا رہتا ہے اور اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف کوئی توجہ ہی پیدا نہیں ہوتی۔

۴۔ اسی طرح (تاجر) قدم بقدم خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا چلا جائے گا۔

۵۔ اس (تاجر) کا فرض بھی ہے کہ وہ ہفتہ کے پہلے سودے (گاہک) کا منافع مساجد بیرون پاکستان کی تعمیر کے لئے دیدیا کرے "

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدوں کی ادائیگی کا آخری مہینہ

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی سکیم کا اعلان فرماتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کی ادائیگی کی مدت زیادہ سے زیادہ نومبر کے مہینہ تک ہے اب نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے مخلصین جماعت اس ماہ کے دوران اپنے وعدوں کا کم از کم نصف حصہ ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

اللہ تعالیٰ احباب کو اپنے وعدوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرماوے اور ان کی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین (سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

تقریب افتتاح مجلس عربی تعلیم الاسلام کالج ربوہ

مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو مجلس عربی تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سال رواں کا افتتاح ہوا جس میں مکرم و محترم جناب چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ و گیمبیا مہمان خصوصی تھے۔

اجلاس ٹھیک ۱۲ بجکر ۱۵ منٹ پر بعد دوپہر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو کہ حافظ عبدالرشید صاحب متعلم سال اوّل نے کی اس کے بعد نگران مجلس عربی مکرم محمد اسلم صابر صاحب نے پہلے مہمان خصوصی مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کا تعارف کروایا اس کے بعد صدر مجلس عربی ملک مسعود احمد صاحب ایم اے فائنل کا تعارف حاضرین سے کروایا۔ بعد ازاں صدر صاحب اپنی صدارت کی کرسی پر تشریف لائے اور مجلس عربی کے دوسرے عہدیداران کا تعارف کروایا جو مندرجہ ذیل ہیں :۔

نائب الرئیس	بشارت محمود	سال چہارم
الامین	محمد داؤد منیر	سال سوم
نائب الامین	اللہ دتہ	سال دوم
معین الامین	نیک محمد	سال اوّل

تعارف کے بعد مہمان خصوصی نے طلباء سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے انسان کو اس کی اہمیت کو جاننا ضروری ہوتا ہے اسی طرح عربی پڑھنے والوں کے لئے عربی زبان کی اہمیت کا جاننا ضروری ہے عربی دنیا کی اہم ترین زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ دینی لحاظ سے عربی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم مسلمان اور احمدی ہیں اور ہماری کتاب یعنی کتاب اللہ عربی زبان میں ہے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی عربی اور ہاشمی تھے نیز قرآن مجید کی تفاسیر بھی عربی میں لکھی گئی ہیں سنت جس کو ہم فارسی میں روش کہتے ہیں وہ بھی عربی میں ہے اور پھر نماز بھی عربی زبان میں ہے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے لئے عربی زبان کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

دنیوی لحاظ سے عربی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ہم دنیا کے نقشہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بھی ممالک عین وسط میں ہیں وہ سب عربی زبان بولنے والے ہیں اور پھر عربی کا منبع بھی حجاز ہے جو کہ وہیں واقع ہے اسی طرح عراق، مصر، سوڈان، یمن، عدن، شام، لبنان، فلسطین اور شمالی افریقہ کے ممالک ہیں۔ خواہ ہم کتنے ہی مخلص مسلمان کیوں نہ ہوں اگر ہمیں عربی نہ آتی ہو اور ہمیں عرب کے کسی ملک میں جانا پڑے تو وہاں کے لوگ کیا اثر لیں گے۔ پس ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں عربی ضرور سیکھنی چاہیئے۔

مکرم چوہدری صاحب نے عربی سیکھنے کے لئے طلباء کو چند اصول بتائے۔ اوّل یہ کہ عربی سوسائٹی میں روزانہ کوئی نہ کوئی اخبار ضرور آنا چاہیئے طلباء اس کے کم از کم دو کالموں کا مطالعہ کیا کریں۔ دوم۔ نصابی کتابوں کے علاوہ قصوں اور کہانیوں کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا کریں۔ اور کسی عربی شاعر کا دیوان ضرور پڑھا جائے۔

آپ نے فرمایا سب سے بڑا ذریعہ دعا ہے کیونکہ دعا کے بغیر انسان کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا اس ضمن میں آپ نے اپنے چند ذاتی تجربات کا بھی ذکر کیا۔

آپ کے خطاب کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس عربی نے مہمان خصوصی، اساتذہ اور طلباء کا شکریہ ادا کیا اور اجلاس کے برخاست ہونے کا اعلان فرمایا۔

(امین جمعیۃ طلاب العربیہ)

اقوامِ متحدہ ـــــ دنیا کی ایک ناگزیر ضرورت

اقوام متحدہ نے اپنی زندگی کے پچیس سال مکمل کر لئے ہیں۔ اس تقریب پر تحفے میں اسے تنقید زیادہ ملی ہے اور تعریف بہت کم! اکثر مبصرین نے ناکامی اور شکست اس کے مقدر میں لکھدی ہے۔ اس کے قوائے عمل کو مضمحل پایا ہے اور اس کی بے چارگی کا مذاق اڑایا ہے ایسے مبصروں کی تعداد بہت کم ہے۔ جنہوں نے تصویر کے دونوں رخ دیکھے ہوں اور اقوام متحدہ کی زندگی کا اندازہ لگایا ہو آیئے آج اس ادارے کے مثبت کردار پر بھی نظر ڈالیں اور اس کی خوبیوں کا بھی حساب رکھیں۔

محرومیوں کا حساب

یہ ادارہ ان توقعات پر پورا نہیں اترا جو انسان نے اس سے وابستہ کی تھیں اور ان امنگوں اور آرزوؤں کی تسکین کا وسیلہ نہیں بن سکا جن کے پیش نظر اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا۔ کشمیر، مشرقِ وسطیٰ، ویت نام، کوریا اور ایٹمی دھماکے اس عظیم الشان ادارے کی کمزوری کے نقیب ہیں جس روز اقوام متحدہ کا پرچم کوریا میں غیر ملکی افواج کے ہاتھ میں تھمایا گیا تھا، اقوام متحدہ کا وقار خاک میں مل گیا تھا۔ جب سے اس نے "اسرائیل" کے ناجائز قیام کی تصدیق کی تھی۔ اس کے انصاف پر اعتماد متزلزل ہو گیا تھا۔ جب سے اس نے تنازعہ کشمیر کا متفقہ حل مانتے اور اسے التواء میں رکھنے کی پالیسی اپنائی تھی۔ اس کی کمزوری توسیع پسند ملکوں پر عیاں ہو گئی تھی۔ اقوام متحدہ اگر کوریا میں مختلف کردار نبھاتی، اگر اسرائیل کے قیام کی اجازت نہ دیتی اور اگر کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کا اہتمام کر دیتی تو آج اس کا مرتبہ سب کی نظروں میں بلند ہوتا اور عالمی سیاست کا نقشہ بھی خوش گوار حد تک تبدیل ہو جاتا۔ اقوام متحدہ ایک ایسی امن پرور قوت بن جاتی جس کا مقابلہ کرنا بڑی قوتوں کے بس کی بات نہ رہتا وہ بھی اسکے فیصلوں کے سامنے خوشی سے نہ سہی طوعاً و کرہاً سر جھکانے پر مجبور ہوتیں۔ مگر آج جو باتیں میں کہنا چاہتا ہوں۔ ان کا زاویہ قدرے مختلف ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اگر اس زاویئے سے دیکھیں گے تو امید کی کچھ چمکتی کرنیں ضرور نظر آئیں گی۔

اقوام متحدہ کا متبادل

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اب ایک ایسی دنیا کا تصور کرنا ممکن ہی نہیں ہے جس میں اقوام متحدہ جیسا ادارہ موجود نہ ہو اسے جلا کر راکھ کر دیجئے۔ مگر اس کی خاکستر سے ایک اور اقوام متحدہ ایک اور ضرور جنم لے گی اسلئے کہ دنیا کو اس کی ضرورت ہے اور یہ ناگزیر ضرورت نظر انداز کرنے کا نتیجہ انتہائی ہولناک ہو گا۔ اس ادارے کا مکمل انتشار دراصل جنگ کا اعلان ہو گا اور جنگ بھی ایسی ہو گی کہ جنگ بندی کی "تدبیر" کوئی کارگر نہیں ہو گی۔ جنگ بندی اور اس کے مذاکرات کے ذریعے مفاہمت کے لئے قطعاً کوئی مشینری موجود نہیں ہو گی۔ اس میں کلام نہیں کہ اقوام متحدہ کو قوت کی سیاست کا متبادل سمجھا گیا تھا۔ وہ جوں کی توں موجود ہے اور انصاف بدستور اس کا دربان ہے۔ عظیم قوتیں اور بڑی قوتیں اپنے مخصوص منصوبوں پر عمل پیرا ہیں، ان کی راہ میں اگر اقوام متحدہ کا منشور بھی حائل ہوتا ہے وہ اسے بھی پامال کر کے آگے بڑھ جاتی ہیں مگر یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اقوام متحدہ نے ان کی لامحدود قوت پر کچھ پابندیاں عائد کر رکھی ہیں اب کم سے کم ایک ایسا عالمی ادارہ موجود ہے جہاں عظیم قوتوں کو بھی تنقید کی گولیاں نگلنا پڑتی ہیں اور وہ انتہائی کمزور اقوام کے سامنے بھی ملزم بن کر پیش ہوتی ہیں یہ معمولی بات نہیں ہے کہ سنگاپور ایسی مختصر سی شہری ریاست کا مندوب اٹھ کر سوویت یونین کو ہدف ملامت بناتا ہے۔ اور لنکا ایسے پچھڑے سے ملک کا نمائندہ امریکہ کو سرزنش کرتا ہے۔ روس اور امریکہ ان ملکوں کی تنقید اور اعتراض کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ وہ ان کا نوٹس لینے اور انہیں جواب دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کہنے کو کہا جا سکتا ہے کہ پھر کیا ہوا؟ مگر اب سوال اٹھی تکہ کا غماز ہو گا۔ یہ ضرور ہے کہ عظیم قوتیں جو قدم ایک بار اٹھا لیتی ہیں وہ آسانی سے پیچھے نہیں ہٹاتیں مگر یہ ضرور ہوتا ہے کہ ایسا ہی کوئی قدم وہ جب دوسری بار اٹھانا چاہتی ہیں تو ایک بار نہیں سو بار سوچتی ہیں اور اس کے جواز تراشتی ہیں۔ سوویت یونین نے جس شدت سے ہنگری میں مداخلت کی تھی، اتنی شدت سے چیکوسلاویکیہ میں نہیں کی اور رومانیہ کی آزادروی تو اسے برداشت کرنا پڑی۔ امریکہ ایک مرحلے پر عدالتی فوجدار بن بیٹھا تھا، وہ افریشیائی اور لاطینی امریکی ملکوں میں کوئی ایسی حکومت برداشت کرنے کو تیار نہیں تھا۔

(ماخوذ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے بھائی میاں عبدالرحیم ولد میاں سید محمد صاحب ایک سال سے بیمار چلے آ رہے ہیں دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(مولوی خدا بخش چک ۳۷۳ گ ب ضلع لائل پور)

۲۔ مکرم میاں محمد صاحب ولد میاں اللہ دتا صاحب مرحوم سیالکوٹ شہر امسال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ قارئین کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو۔

(غلام محمد صراف سیالکوٹ شہر)

۳۔ خاکسار آج کل بعض پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام پریشانیوں سے نجات دے اور اپنی خاص حفاظت اور پناہ میں رکھتے ہوئے دینی دنیوی ترقیات سے نوازے آمین۔

۴۔ خاکسار کی اہلیہ بیمار ہیں اور ۲۷ اکتوبر سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام ان کی کامل و عاجل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد حسین مختار۔ کراچی)

۵۔ میرے پاؤں کا انگوٹھا عرصہ تین ماہ سے زخم کی وجہ سے سخت خراب ہے۔ احباب جماعت سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد عطاء اللہ کیلے۔ ضلع شیخوپورہ)

۶۔ خاکسار کے چھوٹے بھائی ضیاء الحق صاحب گلے کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(حکیم محمود احمد دارالشفاء خانیوال)

خوشخبری خوشخبری

بشاراتِ رحمانیہ

جلد اول مطبوعہ ۱۹۳۹ء بر موقع خلافت جوبلی حضرت مصلح موعودؓ احباب کرام کے متواتر اصرار پر نہایت ایمان افروز قابل قدر اضافہ کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء میں منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔

حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"چند سال ہوئے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر ... نے ایک کتاب بشارات رحمانیہ قادیان سے شائع کی تھی یہ کتاب خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول ثابت ہوئی اور کئی اصحاب نے میرے پاس اس کی تعریف کی۔ اور جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کے ذریعہ سے ہدایت پائی۔ اس کتاب میں ان آسمانی نشانوں کا ذکر ہے جو احمدیت کی صداقت میں کثیر التعداد اصحاب کے ذریعہ ظاہر ہوئے اور انہوں نے نہ صرف خود احمدیت کی صداقت کا نشان پایا بلکہ اپنے ماحول میں دوسرے لوگوں کی ہدایت کا بھی موجب بن گئے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام سلسلہ احمدیہ کے بارے میں آسمانی شہادات کا یہ مجموعہ صحابہ کرام حضرت مسیح موعود اور بلند پایہ بزرگان سلسلہ کے نہایت قیمتی مضامین پر مشتمل ہے۔ بزرگان سلسلہ کے متعدد فوٹو۔ کتابت اعلیٰ۔ کتابت واضح۔ کاغذ عمدہ۔ ٹائیٹل دیدہ زیب۔ صفحات قریباً ۵۰۰ صد اپنی پہلی فرصت میں اپنا نسخہ ریزرو کرالیں کیونکہ گرانی کے باعث کتاب محدود تعداد میں چھپوائی جا رہی ہے۔ قیمت مجلد گیارہ روپیہ غیر مجلد دس روپیہ پیشگی قیمت ادا کرنیوالوں سے مبلغ دس روپیہ لئے جائینگے۔ اور ان کے نام بھی بطور دعا یادگار کتاب میں شائع کر دئے جائیں گے۔

المعلن عبدالرحمٰن مبشر مولوی فاضل حال سکونتی کوارٹر ۵ بلاک ۱۲ نیو ماڈل ٹاؤن سکیم کوٹ لکھپت لاہور

بل ماہ اکتوبر ۱۹۷۰ء

ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دئے گئے ہیں۔ ان کی ادائیگی ۱۰ر نومبر تک ضرور کر دیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

سرمہ ممیرا خاص ★ ککرے، دھند، جالا، پانی بہنا آنکھوں کی سرخی، چھپروں کی خارش کا دشمن قیمت ۳ ماشہ ایک روپیہ

بیوٹی لوشن ★ موسم سرما کا خاص تحفہ کیل، چھائیاں اور چہرہ کے بدنما داغ دور کرنے میں بیحد مفید قیمت فی شیشی ایک روپیہ

دواخانہ خدمت خلق ربوہ

رمضان کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے کا طریق

عمل کرو، عمل کرو لیکن سب کچھ کرنے کے بعد یہ سمجھو کہ تم خالی ہاتھ اور تہی دست ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز رمضان کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے کے طریق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" اللہ تعالےٰ نے رمضان کے اِس مہینہ میں اپنی مغفرت اور اپنی رحمت کے دروازے کھولے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں آسمانی رحمتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور آسمانی غضب اور آسمانی ناراضگیوں اور آسمانی لعنتوں کے دروازے بھیڑ دئے جاتے ہیں۔ اگر خدا کے بندے خدا کی خاطر خدا کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کریں تو وہ ہنسی خوشی بشاشت کے ساتھ چھلانگیں لگاتے ہوئے خدا کی جنّت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں اور خود اپنے ہاتھوں سے جہنّم کے اُن دروازوں کو کھولیں جن کو خدا تعالےٰ نے بھیڑ دیا تھا تو پھر اُن کی بدقسمتی ہے کہ وہ مغفرت اور رحمت کی بجائے خدا کی لعنت کو اختیار کرتے ہیں۔

نبیؐ کریم صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صرف بھُوکا رہنے سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ نبیؐ کریم صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صرف راتوں کو جاگنے سے، صرف قیامِ لیل یا احیاءِ لیل سے اللہ تعالےٰ راضی نہیں ہوتا۔ بہت سے وہ بھی ہیں جو بھُوکے رہتے ہیں مگر روزے کا ثواب حاصل نہیں کر سکتے۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو راتوں کو جاگتے ہیں مگر اُن پر ملائکہ کا نزول نہیں ہوتا۔ جو نزول اُن بندوں پر ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ، فروتنی اور عاجزی کے ساتھ راتوں کو جاگ کر اُس کے حضور جھُک کر اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور سب کچھ کرنے کے بعد بھی اُسے وہ یہی کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم تہی دست ہیں کیونکہ جو کچھ ہم تیرے سامنے پیش کر رہے ہیں اس کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کے اندر کوئی ایسا کیڑا تو نہیں جو تیری ناراضگی کا موجب ہو۔ پس بجائے اِس کے کہ ہم یہ کہیں کہ ہم تیرے حضور اپنے اِس عمل کا تحفہ پیش کرتے ہیں ہم آج تجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جو کچھ پیش کر رہے ہیں اُسے نظر انداز کر دے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہمیں اپنی مغفرت اور اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ ہمیں نہ کسی عمل کا دعوٰے ہے اور نہ ہم اِس کا انعام تجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ دعوٰے ضرور کرتے ہیں کہ تُو نے اپنی ذات کو غفور بھی کہا ہے اور رحیم بھی کہا ہے۔ پس تجھے تیرے غفور ہونے کا واسطہ، تجھے تیرے رحیم ہونے کا واسطہ، ہمیں اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے چھپا لے اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز کہ اگر تُو ہمیں محض اپنے فضل سے اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے، اگر تُو اپنی صفتِ رحیم کو جوش میں لا کر ہم پر اپنی رحمت کا سایہ کر دے تو یہ ناقص عمل ہم نے کیا کرنے ہیں؟ اور ان کا ہمیں کیا فائدہ؟ عمل تو ہم نے اِس لئے کئے تھے کہ ہم تیری خوشنودی، تیری رضا کو حاصل کر لیں۔ جب تیری مغفرت کے ذریعہ، جب تیری رحمت کے ذریعہ وہ ہمیں مل گئی تو ہم یہ کیوں کہیں کہ اے خدا! ہم نے کچھ نیک کام کئے تھے اِن کی جزاء ہمیں دے۔

اِس کے ساتھ ہی حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں اعمالِ صالحہ بجا لانے سے گریز کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں بغیر کسی عمل کے اس کی خوشنودی کو حاصل کر لوں گا وہ بھی غلطی پر ہے، وہ بھی خدا کو ناراض کرنے والا ہے ــــ تو درمیانہ راستہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ اعمال میں کوتاہی نہ کرو اور نیک اعمال بجا لانے میں غفلت نہ برتو۔ جس حد تک ممکن ہو سکے دن اور رات اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہوئے اپنی زندگی کی گھڑیوں کو گزارو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ نہ سمجھو کہ تم اپنے عمل کے نتیجہ میں کچھ بن گئے ہو یا تمہارے عمل کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ تم سے خوش ہو جائے گا اور راضی ہو جائے گا۔ کیونکہ تم نہیں کہہ سکتے کہ تمہارے اعمال میں ریاء کے، تمہارے اعمال میں تکبّر کے، تمہارے اعمال میں خود نمائی اور خود پسندی کے، تمہارے اعمال میں دوسروں کے لئے حقارت کے ایسے جراثیم نہیں پائے جاتے جو خدا کو ناراض کر دیتے ہیں۔ پس عمل کرو، عمل کرو اور عمل کرو۔ لیکن سب کچھ کرنے کے بعد یہ سمجھو کہ تم خالی ہاتھ اور تہی دست ہو۔ جب تک خدا کی مغفرت، جب تک خدا کی رحمت تمہیں حاصل نہ ہو تم خدا کے قہر اور اُس کے غضب اور اُس کی لعنت سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

تو مَیں آج اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ اے میرے پیارے بھائیو! یہ مہینہ رحمتوں کو لُوٹنے کا ہے۔ خدا آسمان سے زمین پر اِس لئے آیا ہے کہ اُس کے بندے اُس کے سامنے جھولیاں پھیلائیں اور اُس کی رحمت کو، اُس کی مغفرت کو، اُس کے فضلوں کو، اُس کی برکتوں کو اور اُس کی رضا کو پائیں، اُس کی خوشنودی حاصل کریں، اُس کے نُور سے اپنے سینہ و دل کو منوّر کریں۔ پس اِس مہینہ سے جتنا زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکتے ہو اُٹھاؤ۔ اِس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی جتنی رضا تم پا سکتے ہو اُس کے پانے کی کوشش کرو۔ اپنے دنوں کو بھی اپنی راتوں کو بھی ایسے دن اور ایسی راتیں بناؤ کہ جو دن اور جو راتیں تمہارے خدا کو محبوب بن جائیں۔ پھر عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے رہو کہ اے خدا! اُن کاموں کی ہمیں توفیق دے جن کے نتیجہ میں تُو خوش ہو جائے اور اُن کاموں سے ہمیں بچا جن کاموں کے نتیجہ میں تو ہم سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان تیرے دَر کا کتّا ہے تُو خود اُس کو زنجیر ڈال کہ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہو اور ہمیں نقصان نہ پہنچائے کیونکہ اپنی طاقت اور اپنے زور کے ساتھ ہم اُس کے حملوں سے اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۶ء بحوالہ الفضل ۴ جنوری ۱۹۶۷ء)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے!

مکرم مولوی نورالحق صاحب انور کی والدہ وفات پا گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مکرم مولوی نورالحق صاحب انور سابق مبلغ مشرقی افریقہ و امریکہ کی والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ کل مورخہ یکم نومبر ۱۹۷۰ء بوقت ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر بعمر ۹۰ سال وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے دونوں فرزند جو اس وقت بقیدِ حیات ہیں سلسلہ کی خدمت پر مامور ہیں۔ مکرم مولوی نورالحق صاحب انور سالہاسال تک مشرقی افریقہ اور امریکہ میں تبلیغی جہاد کا فریضہ ادا کر چکے ہیں اور اِس وقت مرکز میں دینی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ بڑے لڑکے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلی (انڈیا) میں بطور مبلغ متعیّن ہیں۔ مرحومہ کے خاوند صوفی علی محمد صاحب مرحوم تقسیمِ ملک کے بعد لمبا عرصہ قادیان میں بطور درویش زندگی بسر کرتے رہے۔

مرحومہ نہایت صابر و شاکر اور متدین خاتون تھیں۔ تقسیم ملک کے بعد کچھ عرصہ لاہور میں اور پھر ربوہ میں اپنے مرحوم فرزند مکرم مولوی نذیر احمد صاحب فاضل کے پاس مقیم رہیں اور جب وہ بسلسلہ ملازمت ربوہ سے باہر چلے گئے تو آپ اپنے چھوٹے لڑکے مکرم مولوی نورالحق صاحب انور کے پاس مقیم رہیں۔

دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں لے۔ جناتِ نعیمہ میں اپنے قرب میں بلند مقام سے نوازے اور ان کے بچّوں کو صبرِ جمیل کی توفیق دے کر بیش از پیش خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴